تحفہ
اقبال برائے اطفال

(نظموں کی تشریح)

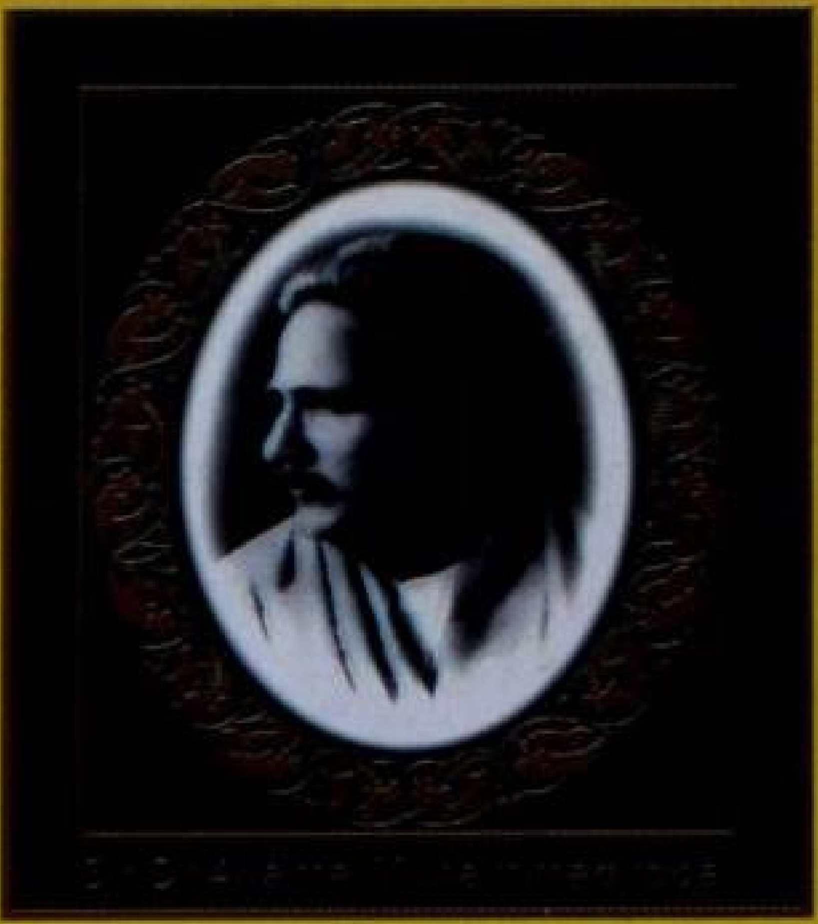

نصرت شمسی

تحفہ اقبال برائے اطفال

(نظموں کی تشریح)

نصرت شمسی

اسلامک ونڈرس بیورو

۲۶۶۰- کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۲ (الہند)

© نصرت شمسی

کتاب کا نام : تحفہ اقبال برائے اطفال (نظموں کی تشریح)

مصنفہ و ناشر : نصرت شمسی

انجمن اسٹریٹ، رام پور (یو. پی) 244901

موبائل نمبر: 09045380276

nusratshamsi123@gmail.com

سال اشاعت : 2014

تعداد : 500

قیمت : 100 روپے

کمپیوٹر کمپوزنگ : فائزہ تنویر

کوچہ لالہ میاں، رام پور (یو. پی) 244901

مطبوعہ : اسلامک ونڈرس بیورو

2660، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی

رابطہ : 01123263996، 09350334143

razaprintology@gmail.com

P.62

انتساب

شاعر مشرق

علامہ اقبال اور دنیا کے تمام

ننھے منے بچوں کے نام

نصرت شمسی

فہرست

پیش لفظ — ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں
نونہالوں سے چند باتیں — نصرت شمسی

نظمیں اور ان کی تشریح

1- تحفۂ اقبال برائے اطفال	9
2- بچے کی دعا	12
3- ہمدردی	16
4- پہاڑ اور گلہری	21
5- ایک مکڑا اور مکھی	26
6- پرندے کی فریاد	37
7- ایک گائے اور بکری	41
8- ماں کا خوف	51
9- ترانۂ ہندی	57

پیش لفظ

نصرت شمسی اردو کی ایک معروف ادیبہ ہیں۔ افسانے اور ناول لکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ ''ماہ تمام'' کے نام سے ۲۰۱۱ میں چھپ چکا ہے جس نے پورے ملک میں مقبولیت حاصل کی۔ نصرت شمسی کے افسانے ہندوستان کے مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ایک عورت، ایک ماں اور ایک معلّمہ کی حیثیت سے وہ دردمند دل رکھتی ہیں۔ درس و تدریس ان کا شوق بھی ہے اور پیشہ بھی، اس حیثیت سے وہ بچوں کی نفسیات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے بچوں کے لیے ایک نئے انداز کی کتاب ترتیب دی ہے، اس کا نام ہے ''تحفۂ اقبال برائے اطفال۔'' اس کتاب میں انہوں نے اقبال کی، بچوں کے لیے کہی گئی نظموں کا نہ صرف متن پیش کیا ہے بلکہ ان نظموں کو لکھنے کے مقصد کو بھی، بچوں کے لئے مخصوص اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ان کی تحریر میں سادگی، سلاست اور روانی ہے۔ بچوں کی ذہنی نشو ونما میں ایسی کتابیں ممد و معاون

ہوسکتی ہیں جو بچوں کی ہی زبان میں اور ان کے ہی اسلوب میں تصنیف اور ترتیب دی جائیں۔

پیش نظر کتاب میں ہر نظم کے مشکل الفاظ کے معنیٰ بھی تحریر کیے گئے ہیں اور ان نظموں کو کہانی کی شکل بھی پیش کر کے ایک نیا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ امید ہے بچے اس کتاب سے مستفید بھی ہوں گے اور اعلیٰ اخلاقی درس بھی حاصل کریں گے۔ مشکل الفاظ کے معنیٰ اور مفہوم سے ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔

ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں
غوث منزل، تالاب ملا ارم
رام پور 244901 (یو۔پی)
موبائل: 09719316703

نونہالوں سے چند باتیں

پیارے بچو! انگلش کے اس دور میں جہاں آپ سب دوسری زبانوں کی نظمیں پڑھا کرتے ہیں وہیں اپنی مادری زبان اردو کی بہت خوبصورت نظمیں آپ سب سے کچھ دوری ہو گئی ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ اس قیمتی خزانے کو آپ سب کے لیے آسان زبان اور نئے انداز میں جمع کیا جائے تا کہ ہر بچے تک ان نظموں کا پیغام پہنچ سکے، بس اس خیال کے آتے ہی میں نے اس کتاب کو لکھنے کا ارادہ کر لیا۔ امید ہے آپ سب کو یہ ضرور پسند آئے گی۔

نصرت شمسی

تحفہ اقبال برائے اطفال

پیارے نونہالو!

جب میں آپ سب کی طرح چھوٹی تھی تب میری امی ہر رات مجھے اور میرے بہن بھائیوں کو آنگن میں چارپائی پر اپنی بانہوں کے تکیوں پر لٹا کر تاروں بھری سیاہ رات میں، جب موسم بہت خوشگوار ہوا کرتا تھا، بہت ساری نظمیں سنایا کرتی تھیں۔ جن میں چندا، جگنو، تارے، شمع، گائے، بکری، پہاڑ اور نہ جانے کن کن قدرتی چیزوں سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ماں کی نرم گرم آغوش، تاروں بھری جھلملاتی ہوئی رات اور وہ پیاری پیاری دلکش نظمیں، جن کا سرور آج تک روح میں اترا ہوا ہے۔ آپ جانتے ہیں وہ سب نظمیں کس کی ہوا کرتی تھیں؟

علامہ اقبال کی!

علامہ اقبال ایک عظیم شاعر تھے۔ جنھیں ہم شاعر مشرق بھی کہتے

ہیں اور جن کی دعا ''لب پہ آتی ہے.... '' دنیا کے بہت سے اسکولوں میں روز پڑھی جاتی ہے اور بچوں کو بہت پسند بھی ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے بچوں کی نفسیات کو ذہن میں رکھ کر ان کے لیے کافی شاعری کی ہے جو بہت دلچسپ اور آسان زبان میں ہے۔ جس کو پڑھنے میں جب ربط پیدا ہوتا ہے تو پھر ایک سماں سا بندھ جاتا ہے اور نظم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرح چلتا ہے۔ جیسے ہم وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں اور پھر بچپن کا یہ نقش، انمٹ نقش بن کر تمام عمر ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

علامہ اقبال جنھیں ہم شاعر مشرق کہتے ہیں ایک فلاسفر بھی ہیں اور وہ مسلم قوم کے لیے ہمیشہ فکر مند بھی رہے۔ اسی کے ساتھ انھیں احساس تھا کہ بچے بھی بہت سے سوالات اپنے ذہنوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں، جن کے جواب وہ تلاش نہیں کر پاتے۔ اسی سوچ نے انھیں ادب برائے اطفال کے قریب کر دیا اور انھوں نے بچوں کے لیے بہت سی نظمیں لکھیں۔ جن کو نثری پیرائے میں پیش کرنے کا خیال مجھے بچوں

سے بے پناہ محبت کے سبب آیا۔ پیارے بچو! آپ سب چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والے ہوں، کسی ملک، کسی بھی قوم، کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں سب بہت اچھے لگتے ہیں۔ میں آپ سبھی بچوں کے لیے دعا گو بھی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایک کامیاب اور بہترین انسان بنائے اور میری اس کاوش کو بھی کامیاب بنائے اور خدا کرے کہ یہ ہر بچہ کو پسند بھی آئے۔

بچو! علامہ اقبال کی ایک بہت مشہور دعا ہے: ''لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری''۔ آیئے! سب سے پہلے ہم اس نظم کو پڑھیں اور اس کے مشکل الفاظ کو سمجھیں۔ پھر اس کا مطلب پڑھ کر اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیں۔

بچے کی دعا

۱۔ لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

۲۔ دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

۳۔ ہو مرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

۴۔ زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

۵۔ ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

۶۔ مرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اس راہ پہ چلانا مجھ کو

لغت اطفال

معنی	:	الفاظ	معنی	:	الفاظ
موم بتی	:	شمع	ہونٹ	:	لب
اچھا لگنا	:	زینت	روشنی	:	اجالا
بوڑھے لوگوں	:	ضعیفوں	پھول کی جگہ	:	چمن

اقبال بچوں کی طرف سے دعا گو ہیں کہ:

میری تمنا میرے ہونٹوں پر آج دعا بن کر آئی ہے کہ اے اللہ! میری زندگی اس موم بتی کی طرح ہو جائے جو جلتی ہے اور روشنی کرتی ہے یعنی مجھ سے سب کو فائدہ ہو۔ میری وجہ سے دنیا سے جہالت کا اندھیرا مٹ جائے۔ میں جہاں بھی جاؤں علم کی روشنی میرے ساتھ ہو۔ بالکل اسی طرح میری ذات بھی ہو جائے۔ جس طرح چمن کی رونق وہاں کے خوبصورت پھولوں کی وجہ سے ہوتی ہے، جو سب کو اچھے لگتے ہیں اور میں بھی بالکل اسی طرح اپنے ملک کی عزت بڑھا سکوں۔

میرے خدا! میری زندگی اس پروانے کی طرح کر دے جو جلتی ہوئی موم بتی سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ جل کر خاک ہو جائے گا، مر جائے مگر پھر بھی اس کے ارد گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ اسی طرح میں بھی تعلیم سے محبت کروں اور پوری دل جمعی اور لگن کے ساتھ پڑھوں لکھوں۔ پڑھ لکھ کر مجھ میں سمجھ پیدا ہو اور میرے اندر غریبوں کے لیے، مجبوروں کے لیے محبت اور ہمدردی پیدا ہو جائے۔ میں ان کے کام آسکوں۔ آخر میں بچہ اللہ تعالیٰ سے پھر التجا کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے دنیا کی ہر برائی سے بچا لیجیے اور جو نیک راہ ہو، اچھی راہ ہو اس پر مجھ کو چلایئے تا کہ میں اچھا بچہ بن سکوں۔

مزہ آیا نا بچو!

دعا بہت اچھی ہے۔ خدا کرے کہ یہ ہر مسلمان اور ہر انسان کے حق میں قبول ہو جائے اور دنیا کا ہر انسان اچھا انسان بن جائے، آمین!

چلیئے! اب ہم علامہ اقبال کی ایک اور نظم جس کا نام ''ہمدردی''
ہے، پڑھتے ہیں۔ جو ہمیں بے حد پسند ہے کیونکہ اس نظم میں ایک جگنو اور
ایک بلبل کی بات چیت ہے۔ جگنو ایک ننھا سا کیڑا ہوتا ہے جو اندھیری
راتوں میں اڑتا ہے۔ اب تو زیادہ تر جنگل، پیڑ، پودے ختم ہوتے جا رہے
ہیں، اس لیے اس دور کے بچے جگنو کو جانتے ہی نہیں اور کچھ بچے تو اسے
صرف نام سے جانتے ہیں انہوں نے کبھی اسے دیکھا نہیں ہے۔ آیئے!
ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ جگنو کیسا دکھائی دیتا ہے؟ جب ہم رات میں سفر
کرتے ہیں تو اندھیرے میں ہمیں بہت دور جلتی ہوئی روشنیاں نظر آتی
ہیں جو صرف ایک نقطہ کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ بس! بالکل اسی طرح
جگنو بھی نظر آتا ہے۔ اسے اللہ نے یہ صفت دی ہے کہ وہ قدرتی طور پر جلتا
بجھتا رہتا ہے اور اڑتا پھرتا ہے۔ ہم بچپن میں اس کے پیچھے بھاگا کرتے
تھے، یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کے اندر یہ روشنی آئی کہاں سے! ہم اسے
ایک شیشی میں بند کر کے اپنے ساتھ لحاف میں گھسا لیا کرتے تھے۔ پھر
جب وہ جلتا بجھتا تھا تو ہمیں بہت مزہ آتا تھا۔ برسات میں جگنو زیادہ نظر

آتے ہیں۔ مگر پھر بھی اتنے زیادہ نظر نہیں آتے جتنے پہلے زمانے میں، گھر آنگن میں دکھائی دیتے تھے۔ اب تو سب بچے سمجھ گئے ہوں گے کہ جگنو کیسا دکھائی دیتا ہے۔ ننھی سی بیٹری اور قدرتی روشنی!

بلبل ایک پرندہ ہوتا ہے۔ اکثر ہماری اسکول کی کتابوں میں اس کی تصویر بنی ہوتی ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ کہانی ایک جگنو اور بلبل کی ہے مگر اقبال چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اس جگنو کی طرح چمکیں یعنی علم کی روشنی پھیلائیں اور سب کے کام آئیں۔ اس طرح علامہ اقبال نے ہمیں ایک خوبصورت نظم کے ذریعے ایک بہترین پیغام دیا ہے۔ آیئے اب ہم اس نظم کو پڑھتے ہیں:

ہمدردی

۱۔ ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا

۲۔ کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اڑنے چگنے میں دن گزارا

۳۔ پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

۴۔ سن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

۵۔ حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا

۶۔ کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری
میں راہ میں روشنی کروں گا

۷۔ اللہ نے دی مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دیا بنایا

۸۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

لغت اطفال

معنی	الفاظ :	معنی	الفاظ :
چراغ، (جیسے اکثر دیوالی کے موقع پر روشن کیے جاتے ہیں)	دیا :	شعلہ، جلتا ہو (روشنی)	مشعل :

بچو! نظم اچھی لگی نا؟

آیئے! اب اس کا مطلب سمجھتے ہیں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ایک پیڑ کی ٹہنی پر ایک بلبل بیٹھا ہوا تھا جو بڑا اداس لگ رہا تھا۔ اسی پیڑ پر ایک جگنو بھی بیٹھا تھا۔ بلبل خود سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اب رات ہوگئی ہے۔ سب طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا ہے۔ میں اب کس طرح اپنے گھر کا راستہ تلاش کروں گا اور کس طرح اپنے گھر پہنچوں گا۔ بلبل کا یہ افسوس بھرا نالہ یعنی رونا سن کر جگنو، جو پاس ہی بیٹھا تھا وہ بلبل کے پاس آیا اور بہت پیار سے بولا: ''پیارے بلبل! تم اداس کیوں ہو؟ میں ہر طرح تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ تم فکر مت کرو اور میرے ساتھ اپنے

گھر کی طرف چلو۔ میں روشنی کرتا اور اڑتا ہوا تمہارے ساتھ چلوں گا۔ تم اپنے گھر کا راستہ پہچان کر اڑتے رہنا، میں تمہیں تمہارے گھر تک پہنچادوں گا کیونکہ اللہ نے مجھے یہ روشنی دے کر ایک روشن چراغ بنا دیا ہے۔ اس دنیا میں وہی لوگ اچھے مانے جاتے ہیں جو کسی بھی طرح سے دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔

بچو! آپ سب بھی اس ننھے سے جگنو کی طرح ہیں جو کسی کی بھی مدد کر سکتے ہیں۔ ہمیں ہر پریشان حال انسان کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ ہاں تو سب بچے کریں گے نا دوسرں کی مدد؟ کیسی لگی آپ کو یہ پیاری سی نظم! مجھے امید ہے کہ بہت پسند آئی ہوگی۔ اسی طرح ہم علامہ اقبال کی اور بھی بہت سی نظمیں پڑھیں گے اور ان کا مطلب بھی سمجھیں گے۔ بہت مزہ آئے گا۔

آیئے! اگلی نظم پڑھنے سے پہلے ہم آپ سب بچوں کو یہ بتائیں کہ ہمارے علامہ اقبال کہاں پیدا ہوئے تھے۔ علامہ اقبال 1878 کو

سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت یہ شہر متحدہ ہندوستان میں ہی تھا کیونکہ ملک تقسیم نہیں ہوا تھا اور آج کا پورا پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش ایک ہی تھا۔ متحدہ ہندوستان کے تمام شہروں میں ہم اسی طرح آیا جایا کرتے تھے جیسے آج ہندوستان کے تمام شہروں میں بسوں اور ٹرینوں میں ٹکٹ لے کر سفر کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پاسپورٹ، ویزا وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں تھی۔

علامہ اقبال کے ابو کا نام شیخ نور محمد تھا۔ اقبال تعلیم حاصل کرتے کرتے ولایت تک چلے گئے۔ ہندوستان کے لوگ انگلینڈ کو ولایت کہتے تھے۔ اس ملک کو برطانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہاں تو علامہ اقبال نے وہاں فلسفہ کی تعلیم حاصل کی پھر لندن سے وکالت کی ڈگری لی۔ اپریل 1930 میں علامہ اقبال کا انتقال ہو گیا۔ تو بچو! یہ تھی ان کی زندگی کی خاص اور مختصر معلومات جو آپ جیسے بچوں کے لیے کافی ہے۔ چلیے اب ہم ان کی ایک اور نظم جس کا نام ”ایک پہاڑ اور ایک گلہری“ ہے، پڑھتے ہیں۔ پہاڑ اس نظم میں گلہری سے باتیں کر رہا ہے۔ پہاڑ تو آپ سب نے دیکھے ہوں گے اور

گلہری.....؟ گلہری بھی دیکھی ہوگی۔ گرمیوں میں اکثر پیڑوں پر نظر آتی ہے۔ اس کی لمبی سی دم پر سفید اور سرمئی دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ اپنے دانتوں سے برابر کچھ نہ کچھ کترتی رہتی ہے۔ پھل بھی بہت شوق سے کھاتی ہے۔ خاص طور پر امرود، آم وغیرہ۔ چلیے! اب نظم پڑھتے ہیں:

پہاڑ اور گلہری

۱۔ کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا کہ اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں ڈوب مرے

۲۔ ذرا سی چیز ہے اس پر غرور کیا کہنا
یہ عقل اور سمجھ یہ شعور کیا کہنا

۳۔ خدا کی شان ہے ناچیز، چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں، یوں با شعور بن بیٹھیں

۴۔ تری بساط ہے کیا، مری شان کے آگے

زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے

۵۔ جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب

بھلا پہاڑ کہاں جانور غریب کہاں

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
شعور	:	عقل، طریقہ، سلیقہ	بے شعور	:	بے وقوف
پست	:	نیچے			

آؤ بچو! پہلے ہم اس نظم کا مطلب سمجھ لیں۔ ہوا یوں کہ ایک دن ایک پہاڑ ایک گلہری سے بولا: ''اے گلہری! ذرا میری بات سن۔ اگر تجھے کچھ شرم و حیا ہو تو، تو پانی میں ڈوب کر مر جا۔ تو اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے؟ تو ہے ہی کتنی سی اور اس پر اتنا اتراتی پھرتی ہے۔ تیری عقل اور دانائی، واہ! اس کا تو کہنا ہی کیا۔'' مطلب یہ کہ پہاڑ گلہری کا خوب مذاق

اڑا رہا تھا کیونکہ پہاڑ بہت بڑا اور وزنی ہوتا ہے اور گلہری بہت چھوٹی اور ہلکی ہوتی ہے۔ پہاڑ مذاق اڑاتا ہوا بولا: ''دیکھ! میں تجھ سے کتنا بڑا ہوں اور کس شان سے زمین سے اتنے اوپر سر اٹھائے ہر وقت کھڑا رہتا ہوں۔ مجھے جو بڑائی اللہ نے دی ہے اس کے آگے تیری اوقات ہی کیا ہے؟ تو، تو بس ایک چھوٹی سی گلہری ہے، ایک چھوٹا سا جانور!

پہاڑ کی یہ ساری بات سن کر گلہری کو بہت غصہ آیا۔ اس نے گھور کر دیکھا اور پھر جو کچھ وہ بولی اس کو ہم اس نظم میں آگے پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا مطلب اور مفہوم سمجھیں گے:

۱۔ کہا یہ سن کے گلہری نے، منہ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا

۲۔ جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

۳۔ ہر چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے

کوئی بڑا کوئی چھوٹا یہ اس کی حکمت ہے

۴۔ قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں

تری بڑائی ہے خوبی ہے اور کیا تجھ میں

۵۔ جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو

یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو

۶۔ نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں

کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

مطلب یہ ہوا کہ گلہری کو جب پہاڑ کی بات سن کر بہت غصہ آیا تب اس نے سوچا کہ پہاڑ کو سبق سکھانا ہی چاہیے۔ یہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے۔ وہ پہاڑ سے بولی: "اے پہاڑ! ذرا زبان سنبھال کر بات کر۔ یہ باتیں کچھ اچھی نہیں۔ مجھ کو اس کا دکھ نہیں کہ تو بڑا ہے اور میں چھوٹی ہوں۔ جیسے میں چھوٹی ہوں ویسے ہی تو بڑا ہے۔ نہ تو میری طرح ہے اور نہ میں تیری طرح ہوں کیونکہ ہم سب کو بنانے والا اللہ ہے

اور اس نے کسی کو بڑا اور کسی کو چھوٹا بنایا ہے اور چھوٹا بڑا کیوں بنایا ہے یہ تو وہی بہتر جانتا ہے۔ اگر تجھے بڑا بنا دیا تو کیا ہوا! مجھے اس نے چھوٹا بنا کر یہ خوبی دی ہے کہ میں ہر پیڑ، ہر پہاڑ پر چڑھ سکتی ہوں۔ تو ذرا اپنے آپ کو دیکھ کہ تو اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اپنی جگہ سے ذرا سا بھی ہل نہیں سکتا، ایک قدم تک نہیں اٹھا سکتا۔ تو صرف دیکھنے کا بڑا ہے، اس کے علاوہ تجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ تو اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھتا ہے تو، لے یہ ایک معمولی سی چھالیا ہی توڑ کر دکھا دے۔ میں چھوٹی ہوں تو کیا ہوا مگر سب کچھ کر تو سکتی ہوں! پھر گلہری پہاڑ کو سمجھاتے ہوئے کہتی ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی کوئی چیز بھی بیکار نہیں ہے۔ اس نے بہت سوچ سمجھ کر دنیا بنائی ہے۔ اس کے کارخانے میں کچھ بھی برا نہیں ہے۔ چیز چاہے کیسی بھی ہو اس کا کام اچھا ہونا چاہیے۔

بچو! کیسا لگا، بی گلہری کا جواب، اچھا لگا نا! اس نے پہاڑ کو بتا دیا کہ وہ بہت کچھ کر سکتی ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ بچوں کو بہت مزہ آ رہا ہے۔ چلیے اب ایک اور مزے دار کہانی نظم کی شکل میں سناتے ہیں۔ مکڑی

spider man اسی کی کہانی ہے۔ مکڑی جال بنتی ہے اور دیواروں پر ایک جالا بنا لیتی ہے۔ جو دیواروں پر چلتی ہے۔ سب نے دیکھی ہوگی۔ اس میں جو بھی کیڑا آ جاتا ہے وہ مکڑی کا کھانا بن جاتا ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ......ارے......پہلے کہانی نظم کی شکل میں پڑھ تو لیں:

ایک مکڑا اور مکھی

۱۔ ایک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا

۲۔ لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

۳۔ غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے

اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

۴۔ آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا

۵۔ مکھی نے سنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت کسی نادان کو دیجیے گا یہ دھوکا

۶۔ اس جال میں مکھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا پھر نہیں اترا

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
راہ	:	راستہ	کٹیا	:	جھونپڑی، گھر
نادان	:	ناسمجھ			

چلو بچو! پہلے اتنی نظم کی کہانی نثر کی زبانی سن لیتے ہیں۔ اس

میں کوئی مشکل لفظ تو ہے نہیں۔ چلیے کہانی شروع کریں۔ ہوا یوں کہ ایک بار ایک مکھی سے ایک چالاک مکڑا یہ کہنے لگا کہ اے مکھی رانی! تم روز میرے گھر کے آگے سے گزرتی ہو مگر آج تک تم نے مجھے اس قابل نہیں سمجھا کہ کسی دن میرے گھر مہمان بن کر آؤ۔ اگر غیروں سے دور رہو تو بات سمجھ میں آتی ہے مگر ہم تو تمہارے اپنے ہیں اور اپنوں سے مل کر رہنا چاہیے۔ اگر کبھی دل چاہے تو وہ سامنے میرے گھر کی سیڑھیاں ہیں۔ بچو! آپ نے دیکھا ہے کہ مکڑی کا جالا کیسا ہوتا ہے؟ کچھ کچھ سیڑھیاں جیسا ہی ہوتا ہے۔ اگر نہیں دیکھا تو اب ضرور دیکھ لینا۔ دراصل مکڑا مکھی کو بے وقوف بنا کر اپنے گھر بلا کر جال میں پھنسانا چاہتا تھا تا کہ وہ اس کو کھا سکے یعنی اس کا خون چوس سکے۔ مکھی اس کی اس چال کو سمجھ گئی اور بولی کیا تم نے مجھے بے وقوف سمجھا ہے! مجھے معلوم ہے کہ تم میرا شکار کرنا چاہتے ہو۔ مگر میں بے وقوف نہیں جو تمہارے گھر آؤں۔ تمہارے گھر کی سیڑھی پر جو چڑھا وہ دوبارہ واپس نہیں آیا۔

اچھی لگی نا بچو یہ نظم! چلو اب آگے پڑھتے ہیں کہ مکڑی کی یہ بات سن کر

مکڑا کیا بولا؟ مگر پہلے نظم پڑھ لیں:

۷۔ مکڑے نے کہا واہ! فریبی مجھے سمجھیں
تم سا کوئی ناداں زمانے میں نہ ہوگا

۸۔ منظور تمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو میرا اس میں نہیں تھا

۹۔ اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھہرو جو میرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا

۱۰۔ اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتی ہے چھوٹی سی یہ کٹیا

۱۱۔ لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا

۱۲۔ مہمان کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسر نہیں آتا

۱۳۔ مکھی نے کہا خیر یہ سب ٹھیک ہے لیکن

میں آپ کے گھر آؤں یہ امید نہ رکھنا

۱۴۔ ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے

سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں پائے

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
فریبی	:	دھوکے باز	نادان	:	ناسمجھ
بچھونا	:	بستر	آئینہ	:	شیشہ
میسر	:	حاصل ہونا			

مکھی کا جواب سن کر مکڑا جل گیا تھا۔ اس نے سوچا مکھی تو میرے جال میں آہی نہیں رہی ہے اب میں کیا کروں۔ تب اس نے پھر مکھی کو اپنی باتوں میں لگایا اور بولا: "اے مکھی! تم نے مجھے دھوکے باز سمجھا۔ تم بہت بے وقوف ہو۔ میں تو گھر بلا کر تمہاری خاطر کرنا چاہتا

تھا، تمہیں اچھا کھانا کھلاتا، بستر پر بٹھاتا۔ مگر تم نے مجھے دھوکے باز سمجھا، تو ٹھیک ہے مت آنا میرے گھر۔ ویسے میں نے اپنے گھر میں کچھ چیزیں رکھی تھیں کہ تم آؤ گی تو تمہیں دکھاؤں گا۔ میرے گھر میں کتنے باریک، خوبصورت پردے پڑے ہوئے ہیں اور میرا گھر کیسا چمک رہا ہے۔ ہر ایک کے پاس یہ ساری چیزیں نہیں ہوتیں۔ خیر تمہاری مرضی!''

مکڑے کی یہ بات سن کر مکھی نے کہا: ''اے مکڑے! تمہاری سب باتیں ٹھیک ہیں۔ مگر میں تمہارے گھر آنے والی نہیں۔ مجھے پتہ ہے ان نرم بستروں پر جو بھی سونے گیا وہ سوتا ہی رہ گیا۔ مطلب یہ کہ تم سب کو کھا جاتے ہو۔ خدا ایسے نرم بستروں اور آرام دہ چیزوں سے مجھے بچائے۔

مکھی کی بات سن کر مکڑا پھر سوچنے لگا کہ ارے یہ تو بڑی چالاک نکلی۔ میں اب کیا کروں۔ مجھے اس کا شکار تو کرنا ہی ہے تو پھر؟ ہوں، بچو! کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ مکڑا پھر کچھ کہہ رہا ہے مکھی رانی سے۔

آؤ سنیں یہ کیا کہہ رہا ہے:

۱۵۔ مکڑے نے کہا دل میں، سنی بات جو اس کی
پھانسوں اسے کس طرح، یہ کمبخت ہے دانا

۱۶۔ سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا

۱۷۔ یہ سوچ کے مکھی سے کہا، اس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا

۱۸۔ ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا

۱۹۔ آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہو کنیا
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا

۲۰۔ یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا

۲۱۔ مکھی نے سنی جب یہ خوشامد، تو پسیجی

بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا

۲۲۔ انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں

سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا

۲۳۔ یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے

پاس آئی تو مکڑے نے اچھل کر اسے پکڑا

۲۴۔ بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی

آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
کنیاں	:	کان، جہاں ہیرے نکلتے ہیں	کلغی	:	تاج
پوشاک	:	کپڑے			

کہانی بہت لمبی ہے۔ مکڑا پھر مکھی سے مخاطب ہوا اور اس نے

دل میں سوچا کہ یہ اس طرح میرے بلانے پر میرے گھر نہیں آئے گی۔ کچھ اور ترکیب کرو۔ پھر مکڑے کو خیال آیا کہ اگر کسی کی جھوٹی تعریف کرو ،خوشامد کرو تو وہ خوش ہو کر بات مان جاتا ہے۔ چلو ذرا مکھی کی تعریف کر دوں۔ پھر وہ بولا: ارے بی مکھی! آپ کو تو اللہ نے بہت خوبصورت بنایا ہے۔آپ کی آنکھیں بالکل ہیرے کی طرح چمکتی ہیں اور آپ کے سر پر تو اللہ نے تاج بنایا ہے۔ جس سے آپ بہت خوبصورت نظر آتی ہیں۔ آپ تو اتنی اچھی ہیں کہ جو آپ کو ایک نظر دیکھ لیتا ہے اسی کو آپ سے محبت ہو جاتی ہے اور اس پر آپ کا صفائی پسند مزاج، یہ حسین کپڑے۔ ارے کیا کہنے اور پھر جب آپ اڑتی ہیں تو جو آواز نکلتی ہے وہ بہت سریلی ہوتی ہے۔ آپ تو گاتی بہت اچھا ہیں۔ مکھی بی! آپ بہت خوبصورت اور پیاری ہیں۔"

مکھی مکڑے کی یہ جھوٹی تعریف سن کر بے وقوف بن گئی اور خوشی سے بولی کہ اب مجھے آپ کے گھر جانے سے کوئی ڈر نہیں۔ آپ واقعی بہت اچھے ہیں۔ چلیے میں آپ کی مہمان بن کر آپ کے گھر، آپ

کے ساتھ چلتی ہوں۔ مکھی یہ کہہ کر اڑی اور جیسے ہی اڑی بس اسی وقت مکڑے نے اسے پکڑ لیا اور بولا میں تو کئی دن سے بھوکا تھا۔ اب تمہیں اپنے گھر بیٹھ کر آرام سے کھاؤں گا۔

واہ! بہت مزہ آیا بچوں کو مگر بچو! اس کہانی سے کچھ سبق حاصل ہوا؟ پتہ چلا کہ مکھی کیوں مر گئی؟ اس لیے کہ اس نے مکڑے کے منہ سے اپنی جھوٹی تعریف سن کر اس پر بھروسہ کر لیا۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیشہ سمجھ داری سے سوچ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر ہم عقل مندی سے اور سچائی سے کسی بات کا فیصلہ کریں گے تو کبھی نقصان اٹھانا نہیں پڑے گا۔

پیارے بچو! علامہ اقبال کو شروع سے ہی شاعری کا بہت شوق تھا۔ اس زمانے میں مشاعرے آج کے زمانے سے بھی زیادہ ہوتے تھے۔ علامہ اقبال اپنے شوق کے سبب ان مشاعروں کو سننے جایا کرتے

تھے اور اکثر مشاعروں میں خود بھی کلام سنانے لگے۔ رفتہ رفتہ لوگ انہیں پہچاننے لگے۔ پھر ایک بار جب ان کی عمر ۲۱ سال کی تھی تب انہوں نے لاہور کے ایک مشاعرے میں اپنی غزل پڑھی۔ جس میں ایک نامور شاعر ارشد گورگانی بھی تھے۔ انہوں نے علامہ اقبال کے ایک عظیم شاعر ہونے کی پیش گوئی بھی کی۔ علامہ اقبال کا یہ شعر انہیں بہت پسند آیا تھا۔ آپ بھی سنیئے اور یاد کیجئے:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اس کا مطلب جب آپ سب بڑے ہو جائیں گے تو سمجھ میں آجائے گا۔ مگر تب تک اس شعر کو یاد ضرور رکھیے گا، تو اب ہم آگے علامہ اقبال کی ایک پیاری سی نظم "پرندے کی فریاد" پڑھتے ہیں۔ پرندہ یعنی اڑنے والی چڑیا، جس کے پر ہوتے ہیں جیسے طوطا، بلبل، مینا، ہدہد وغیرہ، یہ سب پرندے ہیں۔ ایک پرندے کو ایک آدمی پنجرے میں بند کر لیتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آپ سب طوطے کو پالتے ہیں پنجرے میں بند کر کے۔ تو پھر، چلو نظم پڑھتے ہیں:

پرندے کی فریاد

۱۔ آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانا
وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا
۲۔ آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا اپنی خوشی سے جانا
۳۔ لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
۴۔ وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانا
۵۔ آتی نہیں صدائیں اس کی میرے قفس میں
ہوتی میری رہائی اے کاش میرے بس میں
۶۔ کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں

۷۔ آئی بہار کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

۸۔ اس قید کا الٰہی دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں

۹۔ جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے

۱۰۔ گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دکھتے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

۱۱۔ آزاد مجھ کو کردے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دعا لے

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
آشیانا	:	گھر	صدائیں	:	آوازیں

قفس : پنجرہ

رہائی : آزادی

ایک پرندہ جو کھلے آسمان میں اڑتا پھرتا ہے۔ اسے کسی شکاری نے قید کرلیا اور اسے پنجرے میں ڈال دیا۔ مگر اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ یہاں سے آزاد ہوکر اپنے گھر جائے جہاں اس کے گھر والے، دوست، رشتے دار رہتے ہیں۔ جیسے آپ سب بچوں کا گھر ہوتا ہے اور ہر وقت اپنے ممی، پاپا اور گھر والوں کے ساتھ رہنے کو دل چاہتا ہے۔ بالکل اسی طرح وہ پرندہ بھی قید میں رہ کر سب کو یاد کرتا رہتا تھا، وہ روتا رہتا تھا۔ اسے اپنا گھر جو باغ میں تھا جہاں وہ اور سب دوست مل کر کھیلا کودا کرتے تھے۔ سب یاد آتا ہے کہ کیسے وہ اپنی مرضی سے اپنے گھر سے جاتا اور واپس آتا تھا۔ اس کا گھر جس جگہ تھا وہ چمن کتنا خوبصورت تھا۔ روز رات کو شبنم پھولوں اور کلیوں پر گری ایسی لگتی تھی جیسے ننھے ننھے آنسو ہوتے ہیں اور ان بوندوں سے کلیاں مسکرا کر پھول بن جاتی تھیں، کتنی پیاری لگا کرتی تھیں۔ یہاں پنجرے میں تو اسے کسی بھی اپنے ساتھی کی آواز تک نہیں آتی۔ اے کاش! وہ بھی اس قید سے آزاد ہوسکتا۔

پرندہ رونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کتنا بدنصیب ہوں کہ گھر ہے مگر میں نہیں جا سکتا۔ ننھا پرندہ بہت غم زدہ ہے کبھی دل کو سمجھاتا ہے، کبھی روتا ہے۔ اسے خیال آتا ہے کہ ایسے ہی موسم میں تو بہار آتی ہے جب سب طرف پھول کھلتے ہیں۔ خوشی ہی خوشی ہوتی ہے کتنا مزہ آتا ہے اور میں ایسا بدنصیب ہوں کہ اس اندھیرے پنجرے میں پڑا رو رہا ہوں سب سے دور! جب سے میرا گھر مجھ سے چھٹا ہے مرا دل غم سے مرا جا رہا ہے۔ اے لوگو! یہ جو میں اپنی بولی میں بول رہا ہوں اسے گانا مت سمجھو بلکہ یہ میری فریاد ہے ایک دکھی دل کی فریاد! اے مجھے قید کرنے والے انسان! مجھے آزاد کر دے تاکہ میں اپنے گھر چلا جاؤں اور تجھے دعائیں دوں۔

بچو! کیا آپ کے پنجرے میں بھی کوئی پرندہ قید ہے۔ اگر ہے تو اسے آزاد کر کے پرندے کی دعا لے لو۔ اللہ بھی بہت خوش ہوتا ہے تو بچو! بہت مزہ آیا۔ آنکھ میں آنسو آ گئے سارے ننھے منے بچوں کے۔ ارے! روتے نہیں بس اب کبھی کسی چڑیا کو قید نہ کرنا اور علامہ اقبال کی یہ پیاری سی نظم یاد رکھنا۔

چلو! بچوں کا موڈ ٹھیک کرتے ہیں اور ایک گائے اور ایک بکری کی کہانی سناتے ہیں۔ گائے تو سب نے دیکھی ہے۔ گائے دودھ دیتی ہے اور سب بچے دودھ پیتے ہیں۔ بکری بھی دیکھی ہے۔ بہت سے بچوں کے گھر تو یہ بکری پلتی ہے۔ بکری بھی دودھ دیتی ہے۔ یہ کئی رنگوں کی ہوتی ہے جیسے کالی، سفید، براؤن وغیرہ اور یہ بہت پیاری لگتی ہے۔ یہ ایک بکری اور گائے کی کہانی ہے۔ کہانی ذرا لمبی ہے تھوڑی سنتے ہیں۔ مگر ایک وعدہ سب پیارے پیارے بچوں کو کرنا ہوگا کہ سب اس کہانی کی نظم کو یاد کریں گے۔ وعدہ...... پکا وعدہ......!

ایک گائے اور ایک بکری

۱۔ ایک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں

تھی سراپا بہار جس کی زمیں

۲۔ کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں

۳۔ تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

۴۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

۵۔ کسی ندی کے پاس ایک بکری
چرتے چرتے کہیں آ نکلی

۶۔ جب ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھا
پاس ایک گائے کو کھڑا پایا

۷۔ پہلے جھک کر اسے سلام کیا
پھر سلیقے سے اسے سلام کیا

۸۔ کیوں بڑی بی مزاج کیسے ہیں؟
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

۹۔ کٹ رہی ہے بری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

۱۰۔ جان پر بنی ہے کیا کہیے؟
اپنی قسمت بری ہے کیا کہیے؟

۱۱۔ دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں بروں کی جان کو میں

۱۲۔ زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

۱۳۔ آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے خدا نہ کرے

۱۴۔ دودھ کم دو تو بڑبڑاتا ہے
ہوں جو دبلی تو پیچ کھاتا ہے

۱۵۔ ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے

۱۶۔ اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں

۱۷۔ بدلے نیکی کے یہ برائی ہے
میرے اللہ تری دہائی ہے

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
چراگاہ	:	چرنے کی جگہ	سراپا	:	پورا، سر سے پیر تک
رواں	:	بہنا	بے شمار	:	جس کی گنتی نہ کی جا سکے
درخت	:	پیڑ	طائر	:	پرندہ
صدا	:	آواز	کلام	:	بات کرنا
مصیبت	:	پریشانی			

کچھ سمجھ میں آیا بچو! ایک دن ایک بکری گھومتی گھامتی ایک

گھاس والی جگہ پر چلی گئی۔ جس میں چاروں طرف گھاس تھی۔ بہت خوبصورت منظر تھا۔ اس چراگاہ کے پاس ندی بھی بہہ رہی تھی اور وہاں انار کے بھی بہت سے پیڑ تھے۔ ہرے ہرے پتوں سے لال لال انار کھلتے ہوئے کتنے اچھے لگ رہے ہوں گے۔ سوچو ذرا! اور انار کے پیڑ ہی نہیں وہاں پیپل کے بھی بڑے بڑے پیڑ تھے۔ پیپل کا پیڑ تو سب نے دیکھا ہوگا۔ ہماری سائنس کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ ہر طرف ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر پرندے اڑ رہے تھے اور سب طرف سے ان کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بہت خوبصورت منظر تھا۔ وہاں ایک بکری یہ سب دیکھ رہی تھی اسے یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا کہ اچانک اس بکری کو ایک گائے نظر آئی۔ بکری اس کے پاس گئی اور اسے ادب سے سلام کیا۔ پھر گائے کی خیریت پوچھی کہ وہ کیسی ہے؟

گائے بہت ناراض تھی۔ بکری کے خیریت پوچھنے پر بول پڑی:

"کیا بتاؤں بہن! بس گزر رہی ہے۔ اب کیا کہوں میری تو قسمت ہی بری ہے بس اپنی جان کو رو رہی ہوں۔ دیکھو یہ انسان کتنا برا ہے۔ خدا

کرے کوئی بھی جانور اس انسان کے پلے نہ پڑے۔ دیکھو تو میں انہیں دودھ دیتی ہوں ان کے بچوں کو اپنا دودھ پلا کر بڑا کرتی ہوں۔ لیکن اگر میرا دودھ کم ہونے لگتا ہے تو یہ غصہ کرتا ہے اور اگر میں دبلی ہو جاتی ہوں تو یہ انسان مجھے بیچ دیتا ہے۔ پہلے تو مجھے کھلا پلا کر پیار کر کے منا لیتا ہے لیکن جب ذرا مجھ میں کوئی کمی ہوتی ہے تو یہ میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتا ہے۔ انسان بہت برا ہوتا ہے۔ بکری نے جب گائے کا شکوہ سنا تو کیا کہا؟ چلو پہلے نظم پڑھتے ہیں۔:

۱۸۔ سن کے بکری یہ ماجرا سارا
بولی ایسا گلہ نہیں اچھا

۱۹۔ بات سچی ہے بے مزا لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی

۲۰۔ یہ چراگاہ، یہ ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اور یہ سایا

۲۱۔ ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں
یہ کہاں، بے زباں غریب کہاں

۲۲۔ یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لطف سارے اسی کے دم سے ہیں

۲۳۔ اس کے دم سے ہے اپنی آبادی
قید ہم کو بھلی کہ آزادی

۲۴۔ سو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گزران سے بچائے خدا

۲۵۔ ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا
ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا

۲۶۔ قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو

۲۷۔ گائے سن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گلہ سے پچھتائی

۲۸۔ دل میں پرکھا بھلا برا اس نے
اور کچھ سوچ کر کہا اس نے
۲۹۔ یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
لطف	:	مزہ	بن	:	جنگل
زیبا	:	اچھا لگنا			

بکری نے جب گائے کی بات سنی تو حیران ہو کر بولی: ارے! یہ آپ کیسی شکایت کر رہی ہیں؟ میں تو سچی بات کہوں گی۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ یہ چراگاہ، یہ پیڑ، یہ ہری ہری گھاس ہمیں کہاں سے مل سکتی ہیں۔ ہم بے زبان کیا ایسی خوبصورتی اس

زمین پر پیدا کر سکتے ہیں۔ نہیں! یہ سب مزے آدمی کی وجہ سے ہمیں ملے ہیں۔ یہ سب آرام ہمیں آدمی کی وجہ سے ملے ہوئے ہیں۔ اب سوچو کہ ہم قید میں محفوظ ہیں، یہ آزادی ہمیں حفاظت دے سکتی ہے۔ ہم جب جنگلوں میں گھومتے ہیں تب ہمیں کتنا خطرہ محسوس ہوتا ہے اور ہاں آدمی کے پاس رہنے میں ہمیں مزہ ہی مزہ ہے۔ اس کا احسان ہے ہم پر اور تم یوں اس کی شکایت کر رہی ہو۔ بہن! آرام کی قدر کرو اور جو کچھ بیٹھے بیٹھے عیش و آرام مل رہا ہے اس پر شکر ادا کرو۔ یہ سچی بات سن کر گائے شرمندہ ہو گئی۔ اسے احساس ہو گیا کہ آدمی اس کا کتنا خیال رکھتا ہے۔ ذرا بکری کی بات اسے بری تو لگی مگر اس کے دل نے پھر اسے سمجھایا کہ بات یہی سچی ہے جو بکری کہہ رہی ہے۔ تو بچو! اچھی لگی نا بکری اور گائے کی کہانی......؟ اب آپ جب بھی بکری کو دیکھیں گے اور گائے پر نظر پڑے گی تو یہ نظم یاد آئے گی اور جب آپ سب بڑے ہو جائیں گے تو اپنے سے چھوٹے بچوں کو یہ نظم سنانا مگر اس

کے لیے اسے یاد کرنا پڑے گا۔

چلئے اب ہم سب بچوں کو ایک ماں کا خواب سناتے ہیں۔ خواب تو سب بچے جانتے ہوں گے۔ جب ہم رات کو گہری نیند سوتے ہیں تو سوتے سوتے ہمیں کچھ نظر آتا ہے اسے خواب کہتے ہیں۔ تو ہوا یوں کہ ایک پیاری سی ممی تھیں جن کے پیارے سے بچے کو اللہ نے اپنے پاس بلا لیا تھا۔ بچے کے اللہ کے پاس جانے کے بعد اس بچے کی ممی ہر وقت روتی رہتی تھیں۔ انہیں اپنا پیارا سا بچہ بہت یاد آتا تھا۔ وہ اپنے بچے سے بہت پیار کرتی تھیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے آپ سب کی ممی آپ سب بچوں کو پیار کرتی ہیں، تو ایک دن وہ جب رات کو سوئیں تو انہیں اپنا بچہ خواب میں نظر آیا۔

خواب میں کیا نظر آیا؟ چلیے پہلے نظم پڑھتے ہیں۔ اس نظم کو پڑھ کر بچوں کو رونا آجاتا ہے۔ بہت اچھی نظم ہے تو آیئے نظم پڑھیں:

ماں کا خواب

۱۔ میں سوئی جو ایک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اضطراب

۲۔ یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

۳۔ لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال

۴۔ جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی
تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی

۵۔ زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے
دیے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

۶۔ وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں

۷۔ اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر
مجھے اس جماعت میں آیا نظر

۸۔ وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا
دیا اس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا

۹۔ کہا میں نے پہچان کر میری جاں
مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں

۱۰۔ جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

۱۱۔ نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ اچھی وفا تم نے کی

۱۲۔ جو بچے نے دیکھا میرا پیچ و تاب
دیا اس نے منھ پھیر کر یوں جواب

۱۳۔ رلاتی ہے تجھ کو جدائی میری
نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی میری

۱۴۔ یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ رہا
دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا
۱۵۔ سمجھتی ہے تو ہو گیا کیا اسے
تیرے آنسوؤں نے بجھایا اسے

لغت اطفال

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
شب	:	رات	خواب	:	سوتے میں کچھ نظر آنا
اضطراب	:	بے چینی	لرزنا	:	ہلنا، کانپنا
وحشت	:	ڈر	محال	:	مشکل
حوصلہ	:	ہمت	قطار	:	لائن
زمرد	:	ہرا رنگ	پوشاک	:	کپڑے
دیا	:	چراغ	رواں	:	چلنا
پسر	:	بیٹا	جماعت	:	بہت سے لوگوں کا ایک ساتھ جمع ہونا

جدائی : دور رہنا بے قرار : بے چین

اشک : آنسو پیچ وتاب : بے قرار، غصہ

پرونا : ایک کے بعد ایک

کسی چیز کو ڈالنا

کچھ سمجھ میں آیا بچو! ارے لگتا ہے بچے پڑھ کر اداس ہو گئے۔ ارے بھئی! اداس نہیں ہوتے۔ اللہ نے ہم سب کو پیدا کیا ہے اور ہمیں واپس بھی اللہ کے پاس جانا ہے۔ چلو اداس مت ہو اب ہم سب اس کہانی کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب اس بچے کی ممی نے خواب دیکھا تو کیا ہوا؟ یہ دیکھا کہ وہ خواب میں کہیں جا رہی ہیں۔ سب طرف اندھیرا ہے انہیں راستہ ہی نظر نہیں آ رہا۔ اس اندھیرے سے انہیں ڈر لگنے لگا اور اس ڈر سے وہ آگے بڑھنے سے بھی ڈرنے لگیں۔ پھر انہوں نے کچھ ہمت کی کہ آگے بڑھا جائے اور وہ آگے بڑھ گئیں۔ آگے جا کر انہوں نے دیکھا کہ کچھ لڑکے ایک لائن بنا کر چلے آ رہے ہیں۔ سب لڑکوں نے ہرے ہرے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے

ہیں اور سب کے ہاتھوں میں چراغ جل رہے ہیں۔ وہ سب چپ چاپ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پتہ نہیں، انہیں کہاں جانا تھا؟ وہ ابھی یہ سب سوچ ہی رہی تھیں کہ اچانک انہیں اپنا بیٹا اس لائن میں نظر آ گیا اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر دوڑ کر اس کے پاس چلی گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کا بیٹا سب لڑکوں کے پیچھے تھا اور آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں جو دیا تھا وہ بھی بجھا ہوا تھا۔ وہ کچھ اداس اداس بھی تھا۔

انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے پیارے بیٹے تم مجھے چھوڑ کر یہ کہاں آ گئے۔ تم نے ذرا سا بھی میرا خیال نہ کیا کہ میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گی۔ میں تمہاری یاد میں ہر وقت روتی رہتی ہوں اور تم یہاں آ گئے۔ جب بچہ نے ماں کی یہ بات سنی تو اس نے اپنی ماں سے منہ پھیر لیا اور ناراض ناراض سا ہو کر بولا......

اے ماں تجھے میری جدائی تو رلاتی ہے مگر تیرے اس طرح روتے رہنے سے میرا کچھ بھلا نہیں ہوتا۔ پھر وہ تھوڑی دیر چپ سا ہو گیا۔ پھر اپنا بجھا ہوا دیا دکھا کر ماں سے یہ کہنے لگا کہ تم سمجھتی ہو میرا یہ دیا کیوں بجھا ہوا ہے؟ اسے تمہارے آنسوؤں کے پانی نے بجھا دیا۔

بچو! اس خواب کے ذریعہ علامہ اقبال نے ہم سب کو ایک بہت اچھی بات بتائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سب سے کہا ہے کہ اگر کوئی دنیا سے چلا جائے یو پھر اس کے لئے اتنا رونا نہیں چاہئے بلکہ اس کے لئے دعا کرنا چاہئے اس کے نام کا صدقہ کرنا چاہئے۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسے جنت میں داخل کر دے۔ اس طرح رونا اللہ کو سخت ناپسند ہے بلکہ ہم سب کو دعا کرنا چاہیئے۔ بہت بہت اچھی نظم تھی۔ میرا خیال ہے مطلب سمجھ کر پوری نظم سمجھ میں آگئی ہوگی۔

چلئے آخر میں ہم علامہ اقبال کا ایک ترانہ پڑھتے ہیں جو یقیناً سبھی نے سنا ہوگا۔ سب کے اسکول میں پڑھا جاتا ہے اور بہت اچھا لگتا ہے۔ بچو! علامہ اقبال کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ ہم سب کو بھی ہے سب جانتے ہیں کہ ہمارے وطن کا نام ہندوستان ہے اور یہ ہمیں ساری دنیا سے زیادہ اچھا لگتا ہے ہم سب کو اپنے ملک سے محبت کرنا چاہیئے اور اس کے لئے قربان ہونے کا جزبہ بھی رکھنا چاہیئے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ

لاکھوں لوگوں نے اپنی جان کی قربانی دے کر ملک کو 1947 میں انگریزوں سے آزاد کرایا تھا۔اب اس آزادی کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔تو چلو ہم علامہ اقبال کا ایک ترانہ پڑھتے ہیں جس کو پڑھنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ بہت آسان زبان میں لکھا ہوا ہے۔علامہ اقبال نے بچوں کے لئے جو بھی نظمیں لکھی ہیں وہ بہت آسان زبان اور دلچسپ انداز میں لکھی ہیں۔جن کا مطلب معلوم ہو تو پڑھنے میں بہت مزہ آتا ہے اور دل بار بار پڑھنے کو چاہتا ہے۔

ترانہ ہندی

۱۔ سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

۲۔ غربت میں ہوں اگر ہم ، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی ، دل ہو جہاں ہمارا

۳۔ پربت وہ سب سے اونچا ہم سایا آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

۴۔ گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جس کے دم سے رشک جناں ہمارا

۵۔ اے آب رو دِ گنگا وہ دن ہے یاد تجھ کو
اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

۶۔ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

۷۔ یونان و مصر روما سب مٹ گئے جہاں سے
باقی مگر ہے اب تک نام و نشاں ہمارا

۸۔ کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دور جہاں ہمارا

۹۔ اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو درد نہاں ہمارا

لغت اطفال

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
بلبلیں	چڑیاں	بیر	دشمنی
غربت	بے وطنی	پربت	پہاڑ
سنتری	پہرا دینے والا	ہم سایا	پڑوسی
پاسباں	دیکھ بھال کرنے والا	کارواں	بہت سے لوگ
گلستاں	جہاں بہت سے پھول ہوں	ہم وطن	ایک وطن میں رہنے والے
صدیاں	بہت سے سال		

یہ ترانہ سب بچوں نے سنا ہے۔ ضرور سنا ہوگا۔ سب کو بہت اچھا بھی لگتا ہوگا۔ اس کا مطلب بھی سمجھ میں کچھ کچھ آتا ہوگا۔ اقبال

کہتے ہیں کی ساری دنیا سے اچھا ہمارا ہندوستان ہے۔ ہم سب اس میں رہنے والے اس کی بلبلیں ہیں اور ہم سب کا گلستاں ہے۔ اگر ہم سب میں کوئی اپنے ملک سے الگ بھی ہوتا ہے تو اس کا دل اپنے وطن کو ہی یاد کرتا رہتا ہے اور ہم سب وہیں ہوتے ہیں جہاں ہمارا دل ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمالیہ پہاڑ جو سب سے اونچا ہے اس کی اونچائی آسمان کو چھوتی ہوئی لگتی ہے اسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے وہ آسمان سے باتیں کرتا ہو اس کا پڑوسی ہو۔ وہ اونچا پہاڑ ہم سب کی حفاظت کرتا ہے تا کہ کوئی دشمن ہمارے ملک میں نہ آسکے اور ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

پھر ہمارے ملک کی ندیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری زمین پر ہزاروں ندیاں بہتی رہتی ہیں۔ جس کے دم پر لوگ ہم پر رشک کرتے ہیں اور ہمارا ملک جنت کا ٹکڑا محسوس ہوتا ہے۔ اے گنگا ندی تجھے یاد ہے وہ وقت جب ہم کارواں کی شکل میں تیرے کنارے پر اترے تھے۔ (یہاں تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جس کو آپ سب بڑے ہو کر پڑھیں گے تو سمجھ میں آئے گا۔)

پھر ہم سب کی آپسی محبت کے بارے میں میں کہتے ہیں کہ کوئی بھی مذہب دشمنی کرنا نہیں سکھاتا۔ ہم چاہے ہندو ہوں، یا مسلمان، سکھ ہوں یا عیسائی ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم وطن ہیں ایک ملک میں رہتے ہیں۔ ہمیں آپس میں محبت سے رہنا چاہیئے۔ یونان و مصر روم ملکوں کے نام ہیں ایک وقت تھا جب دنیا بھر میں ان کا نام تھا۔ ان کی دھوم تھی مگر اب سب کچھ ختم ہو گیا۔ سب کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں مگر ہم ہندوستانی شروع سے اپنی پہچان بنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بھی دشمن ہوئے ہیں جو ہمیں ختم کرنا چاہتے تھے مگر ہم میں کچھ ایسی خاص بات ہے جس کی وجہ سے سب دنیا بھر میں آج بھی بڑی شان سے پہچانے جاتے ہیں۔

آخری شعر میں اقبال نے اپنا نام لیتے ہوئے کہا ہے کہ کوئی دنیا میں ہمارا نہیں ہے جو ہمارے درد کو سمجھے۔ ہمارے دکھے ہوئے دل کو سمجھے کہ ہم نے بھی بہت کچھ سہہ کر یہ سب نام وشہرت حاصل کی ہے۔

تو بچوں اچھی لگیں نا سب نظمیں جو علامہ اقبال نے صرف آپ

سب بچوں کے لئے لکھی ہیں۔ مجھے امید ہے سب کا مطلب بھی سمجھ میں آ گیا ہو گا اور سب بچے اسے یاد بھی کریں گے اور یاد بھی رکھیں گے۔ ایک خاص بات چلتے چلتے اور بتا دوں کہ بہت سی نظموں میں اقبال نے اپنا نام لیا ہے۔ ایسے شعروں کو مقطع کہتے ہیں جن میں شاعر اپنا نام استعمال کر کے بات کہتے ہیں۔ بس اب میری دعا ہے کہ اللہ دنیا کے ہر بچہ کو ایک اچھا انسان بنائے اور ہم سب ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھ جائیں اور اسی طرح محبت بھرے ترانے گاتے گاتے بڑے ہو جائیں۔

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانا
وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے

قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

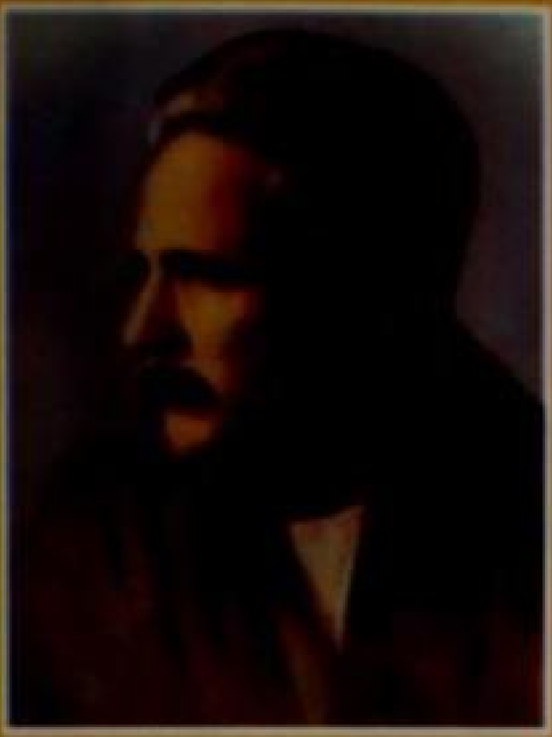

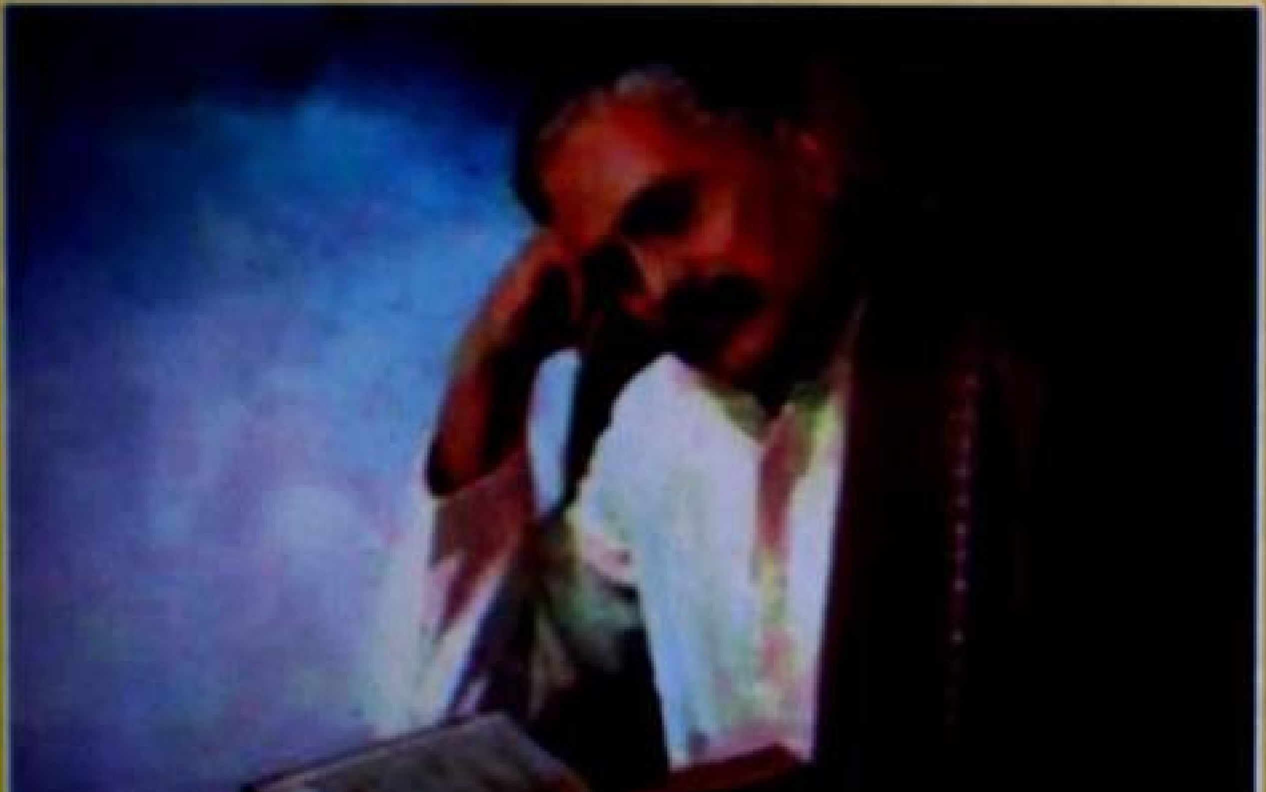

اسلامک وُنڈرس بیورو

۲۶۶۰- کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۲ (الہند)